© rasailojaraid.com

سورۃ الشوریٰ کی منتخب آیات کی تفسیر

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک

مشورہ کی اہمیت کے ذیل میں فرمان الٰہی ہے " وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ" اس سے ہی اس سورہ کا نام "الشوریٰ" اخذ کیا گیا ہے۔

زمانہ نزول

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے اور ہجرت حبشہ کے بعد یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورۃ میں کفار کو مخاطب کر کے دعوت فکر دی گئی ہے اور ان کی جانب سے پیدا کئے جانے والے اعتراضات واشکالات کو دور کیا گیا ہے۔

(۱) نبی اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم کی بابت مختلف قسم کی باتیں اہل مکہ کیا کرتے، اس سلسلہ میں فرمایا کہ انسانیت کی تخلیق کی طرح ان کی رہنمائی اور ہدایت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار انبیاء و رُسُل انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے۔ اسی لئے تمام انبیاء کی تعلیمات میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور یہی اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔ انسانی دماغ و فکر کی کاوش کے نتیجہ میں جو چیز تیار ہو گی، اس کی جہتیں مختلف اور متفرق ہوں گی۔ اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے باوجود تمہاری ہٹ دھرمی، دین سے دوری اور شرک ایسے عظیم گناہ کے سبب تم پر آسمان پھٹ پڑے تو بعید نہیں۔ تمہاری اس بے راہروی اور گمراہی پر تو فرشتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی حیران ہیں۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ تھا کہ یہ دین برحق ہے تو اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو اس پر ہی کیوں نہیں جمع کر دیتے ؟

اس سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو جبری ہدایت مطلوب نہیں بلکہ انسان کی عظمت و شرافت کی بنیاد ہی یہ ہے کہ اسے عقل و شعور اور حق و باطل کے امتیاز کی صلاحیت دے کر پیدا کیا گیا ہے اس کو ایک حد تک ذی اختیار بنایا گیا ہے کہ سوچ وچار کر کے چاہے تو ہدایت کو اپنائے اور اگر چاہے تو گمراہی کی راہ پر چل نکلے 'اور آخرت کی زندگی اس لئے ہی بنائی گئی ہے کہ انسان کو اس کی سوچ و فکر اور اس کے اختیاری اعمال پر جزا و سزا کا مستحق ٹھہرایا جاسکے جبکہ دیگر مخلوقات کو یہ امتیاز حاصل نہیں۔ یہ عقل و شعور کا امتیاز ہی انسان کی ولایت و خلافت کی بنیاد بنایا گیا۔ جو شخص اپنے اختیار سے حق ولایت ادا کرے گا' وہی ولی و خلیفہ ہو گا اور انعامات کا حقدار بھی۔

(۳) اس سورۃ میں یہ بھی صراحت کی گئی کہ منصب نبوت پر کوئی شخص اپنے کسب اور ریاضت سے فائز نہیں ہو سکتا بلکہ یہ اللہ کا انعام ہے اور نبی کی ذمہ داری یہ ہے کہ غفلت سے بیدار کر کے گمراہ اور بہکے ہوئے انسانوں کو راہ راست کی دعوت دے اور اللہ کے منکروں کو آخرت کے محاسبہ اور عذاب کی خبر قبل از وقت دے تاکہ لوگ آخرت کے عذاب اور اللہ کے غضب سے بچنے کی راہ پر چل سکیں۔ نیز نبی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کائنات کے خالق کا صحیح تعارف کرائے اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے معیار اور کسوٹی دے۔ اسی لئے ہر نبی اللہ کی حاکمیت اور الوہیت کا ذکر کر کے انسانوں کو اپنے رب کے آگے جھکنے کا حکم دیتا ہے۔

(۴) منصب نبوت کی وضاحت کے بعد ذکر فرمایا کہ دین داری اس کا نام نہیں کہ انسان اس کی حقانیت کا اقرار کر کے بیٹھ رہے بلکہ اس کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھ کر اللہ کی زمین پر بسنے والے سارے انسانوں کو اس سے متعارف کرائے اور اس دین کو اللہ کی زمین پر نافذ اور رائج کرنے کے لیے جدوجہد کرے تاکہ خود نمائی اور خود پسندی کی بدولت پیدا شدہ فرقوں اور مذاہب کا خاتمہ ہو جائے اور یہ کہ اگر اس زمین پر بسنے والے انسان اپنی بے راہ روی اور گمراہی پر اڑے رہیں اور نبی کی مخالفت کرتے رہیں تو نبی کو ذرہ برابر نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ البتہ بدترین جرم (شرک اور اللہ کے نبیوں کی مخالفت) کے باعث اللہ کے غضب کے مستحق ضرور ہو جائیں گے۔

(۵) نبی اور اس کے ساتھیوں کی بے داغ سیرت اور کردار کا تذکرہ ہوا اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس برس تک تم میں رہے اور اس دوران ''کتاب اور تعلیم و تعلم'' کے تصور سے خالی تھے اور اس بات کے تم خود بھی شاہد ہو اور یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کی یہ نبوت کسبی نہیں اور نہ ہی آپ کی خواہش پر یہ آپ کو عطا کی گئی۔ نیز یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کے ساتھ براہ راست ہمکلام ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سورۃ میں تفرقہ سے بچنے، وحدت امت اور محبت و مروت کی ضرورت کے ساتھ ایمان، اعمال صالحہ، اقامت صلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، عفو و درگزر اور اصلاح عامہ کی تلقین ہے۔ بے حیائی گناہ اور ہر قسم کی بُرائی سے بچنے کا حکم ہے۔

شرک کے باوجود عذاب نہ آنے کا سبب

حروف مقطعات کے ساتھ سورۃ کا آغاز ہوا اور اللہ کی حاکمیت کا ذکر کر کے فرمایا:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ

قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ زمین میں ہیں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (شوریٰ۔ ۵)

یعنی ان مشرکوں کا جرم اس قدر بڑا ہے کہ اگر فرشتوں کی تسبیح نہ ہوتی تو آسمان پھٹ پڑتے۔

شرک اور اس کی اقسام

اس کے بعد شرک کی وضاحت فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ

جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں وہ اللہ کو یاد ہیں۔ (شوریٰ۔ ۶)

اس آیت مبارکہ میں شرک کی ایک قسم کا ذکر ہے جبکہ شرک کے مختلف انداز اور طریقے ہیں۔

۱۔ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا۔

۲۔ اللہ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا۔

۳۔ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا۔

۴۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ نیک لوگ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کر کے ہمیں جبراً چھڑا لیں گے یا ہماری بدعملی اور بے عملی کے باوجود اللہ کے قریب کر دیں گے۔

(۵) اللہ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے مخلوقات میں سے اپنے لیے خود ہی اولیاء اور کارساز بنا لینا۔

اس آخری قسم کا یہاں ذکر ہے اور اسی شرک سے بچانے اور ام القریٰ کے رہنے والوں کی راہنمائی کے لئے قرآن مجید اتارا گیا۔ اس قرآن کے بعد جو لوگ اپنے اختیار اور عقل سے کام لے کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں گے، ان کے لئے رحمت اور دوسرے طبقہ کے لئے آگ کے شعلے ہیں اور فرمایا کہ ان لوگوں کی عقل و دانش پر غور کریں۔ ارشاد باری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعالیٰ ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیاانہوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنائے ہیں۔ حالانکہ کارساز تو اللہ ہی ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (شوریٰ : ۹)

یعنی اہل مکہ اللہ تعالیٰ کا اقرار بھی کرتے ہیں اور اپنی حاجات وضروریات کے لئے انہوں نے 360 معبود بھی خود تراش کر کے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ ان کے عقل وشعور کی ناپختگی اور کم عقلی کی دلیل نہیں کہ انہوں نے قادر مطلق کی ذات کو چھوڑ کر پتھر کے من گھڑت بتوں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے؟

خیال غیر سے نفرت دل عاشق کو لازم ہے
محبت ان کی کہتی ہے کہ ترک ماسوا کر دوں

دکھ بھی وہی دیتا ہے، سکھ بھی، پھر کاہے کا رونا ہے
یہ تو ہے اپنی اپنی بھاون جیسا مانگے ویسا پائے

شرک کا آغاز

گمراہی کا یہ سلسلہ سیدنا نوح علیہ السلام کے دور سے چلا آرہا ہے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وہی طریقہ اور شریعت عطا کی جو نوح علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ

اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح (علیہ السلام) کو دیا تھا اور جسے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، عیسیٰ اور موسیٰ (علیہم السلام) کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ (شوریٰ : ۱۳)

ہدایت کن کو ملتی ہے؟

اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ○ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْ م بَعْدِ
مَاجَآءَ هُمُ الْعِلْمَ بَغْيًا م بَيْنَهُمْ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى
لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ م بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ○

اور اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔ لوگوں میں جو تفرقہ رونما ہوا وہ اس کے بعد ہوا کہ ان کے پاس علم آچکا تھا اور اس بناء پر ہوا کہ وہ ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ اگر تیرا رب پہلے یہ نہ فرما چکا ہوتا کہ ایک وقت مقرر تک فیصلہ ملتوی رکھا جائے تو ان کا قضیہ چکا دیا ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ کتاب کا وارث بننے کے بعد اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوتے ہیں۔

(الشوریٰ : ۱۳۔۱۴)

یعنی جو دین ہم نے آپ کی طرف بھیجا یہ وہی ہے جو پہلے تمام انبیاء نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ یہ کوئی نیا دین اور طریقہ نہیں، اہم بات یہ ہے کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

فرقہ واریت کا سبب

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اللہ کی رسی کو سب مضبوطی سے پکڑلو تاکہ تم فرقہ نہ ہو۔ (آل عمران ۱۰۳)

اس آیت میں ولا تفرقوا میں جو واؤ ہے اس کو واؤ سببیت کہتے ہیں۔ جیسے ہم کسی بچے سے یوں کہتے ہیں کہ بیٹے محنت کرو اور کامیاب ہو جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ محنت کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ تو یوں کہا گیا کہ اللہ کی رسی کو یعنی قرآن اور سنت کو سارے لوگ، سارے مسلمان مضبوطی سے تھام لیں تاکہ تفرقہ نہ پڑے۔ یعنی اگر قرآن کو مضبوطی سے نہیں تھامو گے تو فرقہ فرقہ ہو جاؤ گے جس کا دوسرا مفہوم یوں ہو گا کہ اگر تم فرقہ فرقہ ہو چکے ہو تو اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ تم نے قرآن و سنت کو مضبوطی سے نہیں پکڑا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ

"دین کو قائم کرو تاکہ تم فرقہ فرقہ نہ بن جاؤ۔"

سب لوگ مل کے اللہ کے دین کو قائم کرنے میں لگ جاؤ۔ ایسا نہیں کرو گے تو فرقہ بندی کا شکار ہو جاؤ گے کیونکہ فرقہ بندی کے دو اسباب ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) قرآن سے بے پرواہی (۲) دین نافذ کرنے کی کوشش نہ کرنا

آپ ذرا اپنے اردگرد نگاہ دوڑائیں۔ فرقہ بندی کے ماہرین چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے جھگڑے کر رہے ہیں اور دین کی بنیادوں کو قائم کرنے کی فکر ہی نہیں کرتے۔ اسی لئے فرمایا کہ دین کو قائم کرو۔

اقامت صلوٰۃ کا معنی

سوال یہ ہے کہ نماز کو قائم کرنے سے کیا مراد ہے ؟ اس کے لئے فرمایا گیا کہ "اقیموا الصلاۃ" کہ نماز کو قائم کرو۔ کیا نماز کو قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز ادا کر لی جائے اور بس۔ نہیں بلکہ نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے کہ اس میں ہم' ہمارے گھر اور محلے والے بھی نماز پڑھنے لگ جائیں۔ اور جو نماز نہ پڑھے اس کو سزا دی جائے۔ اس کے لئے اسلامی شریعت میں تعزیر ہے۔ کیونکہ اس سے ڈسپلن قائم ہو گا۔ بالکل ایسے جیسے فوج میں بگل بجنے پر سپاہی میدان میں نکل آتا ہے اور جو نہیں آتا اس کا کورٹ مارشل ہوتا ہے۔ نماز قائم کرنے سے ایک نظام قائم ہو گا اور پھر دین قائم ہو گا یعنی ایک سسٹم اور نظام بنے گا جس کی وجہ سے سارا معاشرہ دینی احکام کے تابع اپنی زندگی گزارے گا۔ ذرا تفصیل میں چلیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا

چور مرد اور چور عورت! ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ (المائدہ۔ ۳۸)

اس کے لیے سرکاری نظام اور حکومت کے تحت ایک قاضی ہو گا جس کا فیصلہ بہرحال ماننا پڑے گا دوسرا حکم دیا کہ :

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ

اے عقل والو! تمہارے لیے جان کے بدلے جان کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ (البقرۃ : ۱۷۹)

اب قاتل کو سزا دینے کے لئے اسلامی عدالت ہو گی۔ انگریز بہادر کی قائم کردہ عدالت نہیں۔ اسی طرح فرمایا کہ "سود لینا اور دینا اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔" یعنی ایک معاشی نظام قائم کیا جائے جو سود سے پاک ہو تو اب "دین کو قائم کرو" کا مطلب یقیناً واضح ہو گیا۔

اسی طرح قرآنی حکم ہے :

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

زانی عورت اور مرد! ان کو سو سو کوڑے مارو۔ (النور۔ ۲)

ظاہر ہے یہ کام بھی اسلامی حکومت ہی کرے گی۔ کیونکہ دین صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ دین اخلاق' معاملات' حقوق' تعزیرات وغیرہ کا نام ہے جن کو نافذ کرنے سے دین قائم ہو گا اور یہ بات مشرکین کو بہت ناگوار گزرتی ہے کہ دین کی تشریح یوں کی جائے۔ ہاں! اگر دین انفرادی معاملہ ہوتا تو بات ہر خطرے سے خالی تھی۔ مسجد میں گھن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گرج کرلی، ہاتھ چوموالئے، اپنی چودھراہٹ قائم کرلی اور بس۔ ایسی صورت میں تو مسجد اور چرچ میں کوئی فرق نہ رہا۔ اس طرح کے دین پر تو دنیا کے بڑے سے بڑے ظالم اور انسان دشمن شخص کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اگر نماز کو متعدی بنایا جائے کہ نماز اخلاق، معاملات، کاروبار، دفتروں، عدالتوں اور وزارتوں وغیرہ سب پر اثرانداز ہونے لگے تو پھر یہی نماز انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عظیم انقلاب کا سبب بن جائے گی اور دین کو قائم کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ نماز اور دین کی ایسی تعبیر پہ لوگوں کو ناگواری ہوتی ہے کیونکہ اقامت دین کی یہ شکل ہر ظلم، ہر استحصال، ہر کفر اور ہر ضلالت کے راستہ میں چٹان بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَاتَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ

مشرکین کو یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو۔ (الشوریٰ۔ ۱۳)

شعیب علیہ السلام کو بھی قوم نے کہا کہ کیا تیری نماز ہمیں ہماری جائیدادوں سے محروم کرتی ہے؟ کیونکہ تمہاری نماز کہتی ہے کہ کم نہ تولو، حلال کماؤ اور یہ بات مشرکین مکہ کو اور (معذرت کے ساتھ) آج ہم کو ناگوار گزرتی ہے۔

دو قسم کے لوگ

دیکھئے معاشرہ میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں: ایک وہ لوگ کہ اللہ خود ہی انہیں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، جس کے بارے میں فرمایا:

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے۔ (الشوریٰ۔ ۱۳)

آپ کو کئی لوگ ملیں گے کہ ساری عمر گمراہ رہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اس طرح سے کھینچ لیا کہ باقی لوگ ان کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکے دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝

"جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اللہ اس کو ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔ (الشوریٰ: ۱۳)

فرقہ واریّت مشرکین کا کام

اللہ رب العزت نے ایک مقام پر فرقہ پرستی کی مذمت میں فرمایا:

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ط

اور مشرکوں میں سے نہ بن جاؤ جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور الگ الگ جماعتیں بن گئے۔

(الروم: ۳۱۔۳۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت میں بہت قطعیت کے ساتھ یہ بات بیان کر دی گئی کہ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور پوری اُمت مسلمہ کو گروہوں میں تقسیم کر دینا دراصل مشرکین کا کام ہے۔ صاف اور سیدھی بات ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ذات، صفات، حقوق اور اختیارات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا وہ تو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گا اور اتباع رسول کرے گا۔ اسے بال کی کھال اتارنے اور خواہ مخواہ کے جھگڑوں جھمیلوں میں پڑنے کی فرصت ہی نہیں ہو گی۔ ایسا شخص تو وحدتِ ملت کا مصدر و منبع ہے۔ ایسے شخص کے ہاں علمی اختلاف کی بھی گنجائش ہے۔ اس کے ہاں ایک آیتِ قرآنی اور ایک حدیث کے کئی معنی اور کئی تاویلیں کی جاسکتی ہیں۔ یہ شخص مختلف معانی اور مختلف تاویلیں کرنے والے علماء کو بھی اپنی طرح کا نیک نیت عالم ہی سمجھے گا اور پورے وقار، عزت، حُسنِ ظن اور تحمل کے ساتھ ہر اس رائے کو برداشت کرے گا جو اس کی ذاتی رائے سے مختلف ہو گی۔ اس شخص کے رویئے کے نتیجے میں مختلف آراء، مختلف معانی اور مختلف تاویلات کے لوگ ایک ہی جگہ نیک نیتی اور خوش دلی سے اکٹھے ہو سکتے ہیں اور اکٹھے مل کر اقامت دین کا کام کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک مشرک انسان کا رویہ بالکل مختلف ہو گا۔ بد نصیبی یہ کہ بعض لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ مشرک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ قسمیں کھا کھا کر قیامت کے روز کہیں گے کہ ہم مشرک نہیں تھے :

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ

اپنے پروردگار اللہ کی قسم! ہم مشرک نہیں۔ (الانعام۔ ۲۳)

اللہ کے حضور اس دن جھوٹی قسم کھانے کا تو سوال ہی نہیں ہو گا۔ اصل معاملہ یہ ہو گا کہ یہ لوگ زندگی بھر لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے شرک کرتے رہے ہوں گے۔ اسی شرک کو یہ لوگ خلوص نیت مگر جہالت کی وجہ سے عین توحید سمجھتے رہے ہوں گے۔

ہاں! تو ایک مشرک انسان کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ موحد کے برعکس اسے ایک خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ کئی اور ہستیوں کی عبادت کی بھی گنجائش رکھنی پڑتی ہے۔ یہیں سے راہیں جدا ہو جاتی ہیں اور کئی فرقوں کی بنیادیں پڑ جاتی ہیں۔ ایسا شخص علم کے باوجود ہٹ دھرمی سے دین کی نئی سے نئی تاویلیں اور معانی نکالتا ہے اور ڈھٹائی کے ساتھ ہر اس شخص کو کافر اور گمراہ قرار دیتا ہے جو اس سے اختلاف رائے رکھے۔ اس شخص کو تو اپنے حلوے مانڈے، سیاسی دہلیزوں پر جبہ سائی، عوامی خواہشات کے مطابق وعظ گوئی، مجمع بازی، مناظرہ بازی، لاؤڈ سپیکر کی گھن گرج، اشتہارت میں نام و نمود، دیواروں پہ اپنے نام کی کثرت ظہور، ہر قسم کی سستی شہرت، حصول اقتدار اور مال و دولت جمع کرنے کا ہی فکر لاحق رہتا ہے۔ اس کے لئے اسے اپنے جبہ و دستار کو سنوارنا پڑتا ہے۔ کرامات بیان کرنے والی ایک جماعت اپنے ساتھ رکھنی پڑتی ہے اور اچھا بھلا خرچہ ان پر اٹھانا پڑتا ہے۔ ایسے شخص کی ترجیحات میں کبھی یہ بات نہیں آتی کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور صرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرے۔ اسے تو اپنی گمراہیوں کی رعایت رکھتے ہوئے کئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راستے کھولنے پڑتے ہیں اور یہی' فرقہ اور فرقہ پرستی کا اصل سبب ہے۔ قرآن مجید ان لوگوں کو "مشرکین" قرار دیتا ہے کیونکہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ غیروں کی خصوصاً اپنے نفس کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ آپ اعلان کر دیں کہ مجھے عدل قائم کرنے کا حکم ملا ہے' اور عدل یہ کہ اللہ میرا اور تمہارا رب ہے اور وہ ایک ہے اور اس کی صفت یہ بھی ہے :

اَللّٰهُ لَطِيفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ وَهُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ٥ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَالَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ٥

اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے جسے جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور وہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔ جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا میں ہی دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (الشوریٰ۔ ۱۹۔ ۲۰)

یعنی اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر مہربان ہیں اور دنیا دارالعمل اور دارالامتحان ہے' اس لئے کسی بھی بندے کو کسی عمل پر زبردستی سے مجبور نہیں کرتے۔ بلکہ ہر شخص کو نیکی اور برائی کا برابر موقع دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے کہ جو شخص نیکی کا راستہ چن لیتا ہے ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ نیکی میں مدد کریں اور برائی کرنے والے کا راستہ روک لیں کیونکہ یہ تقاضائے عدل کے خلاف ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص آخرت چاہے گا تو ہم اس کو آخرت دیں گے اور دنیا بھی! کیونکہ آخرت دنیا کے راستے سے ہی ملا کرتی ہے۔ دنیا کے بغیر آخرت نہیں ملتی کیونکہ جو دنیا میں وقت گزارے گا' بیوی بچوں میں رہے گا کاروبار کرے گا' کمائے گا' خرچ کرے گا' لوگوں کے ساتھ معاملات کرے گا' جھگڑے گا' جھڑکیاں کھائے گا' دھکے کھائے گا' زیادتیاں سہے گا اور اس طرح وہ آخرت میں پہنچ جائے گا تو وہاں اس کے ساتھ جزا و سزا کا معاملہ ہو گا اور جس کو دنیا نہ ملی اس کے لئے جزا و سزا کیسی ؟

جو شخص صرف دنیا حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور آخرت میں بالکل نہیں دیتے۔ ہاں جو شخص آخرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے آخرت بھی دیتے ہیں اور دنیا بھی عطا کرتے ہیں۔

مودت قربیٰ

اس کے بعد فرمایا کہ :

قُلۡ لَّآ اَسۡئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہہ دیجئے! کہ میں اس (رسالت) کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر قربیٰ (اہل بیت) کی محبت۔ (الشوریٰ۔ ۲۳)

ہٹ دھرمی اور وبال

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تم اپنی ہٹ دھرمی کے باعث وبال کا شکار ہو جاؤ تو اس میں میرا کیا قصور؟ ارشاد باریٰ تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝

تم پر جو مصیبت آئی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے۔ اور بہت سی کوتاہیوں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔ (الشوریٰ۔ ۳۰)

اللہ تعالیٰ انسان کی عام غلطیاں معاف کر دیتا ہے اور جب انسان سنبھلنے کے بہت سے مواقع ضائع کر دیتا ہے، اس کی زندگی میں شر غالب آجاتا ہے اور خیر مغلوب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ گرفت فرما لیتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے ایک شخص کو چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا سنا دی۔ اس نے کہا: امیر المومنین! یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے چوری کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ پہلا موقع نہیں۔ اللہ نے تمہیں سنبھلنے کے بہت مواقع دیئے۔ تم نے تمام مواقع گنوا دیئے اور آخر اللہ نے تمہارا راز فاش کر دیا اور تمہیں سزا دی گئی۔ وہ کہنے لگا: اے امیر المومنین! آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے فرمایا کہ قانون الٰہی ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جب انتہا ہو جائے تو پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح اقوام کو بھی ڈھیل دیتا ہے اور پھر اچانک پکڑ لیتا ہے۔ ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے:

"اہل ایمان کو جو تکلیف آتی ہے ان کے گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا سبب بنتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کو کسی نہ کسی خطا کا کفارہ بنا دیتا ہے۔"

دنیا آخرت کی کھیتی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَآ اُوْتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝

جو دیا گیا ہے وہ محض دنیا کی زندگی کا سروسامان ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں جو بڑے بڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آجائے تو درگزر کر جاتے ہیں۔ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اپنے معاملات باہمی مشورے سے چلاتے ہیں، ہم نے جو کچھ بھی رزق انہیں دیا ہے، اس سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو پھر اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ (الشوریٰ: ۳۶۔۳۹)

اس کے بعد فرمایا:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

جس شخص نے صبر کیا اور معاف کیا تو بلاشبہ وہ بلند ہمت والا ہے۔ (الشوریٰ۔ ۴۳)

صبر کرنے والا شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو بروقت قابو میں رکھے اور اللہ کی اطاعت کرے۔ اگر اس کو آسانیاں اور نعمتیں ملیں تو اللہ کی اطاعت کرتا رہے اگر مشکلات در پیش ہوں تو بھی اللہ کی اطاعت کرتا رہے۔ اور شکور کے معنی ہیں شکر کرنے والا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو نعمتیں دے تو وہ کہے کہ یہ نعمتیں اللہ کی دی ہوئی ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ اس سے نعمتیں چھین لے اور مشکلات آجائیں تو یوں کہے کہ آج مشکل آگئی تو کیا ہوا؟ اب تک اللہ نے جو نعمتیں دیں وہ تھوڑی نہ تھیں اور اب بھی نعمتیں تو باقی ہیں، تھوڑی ہی نعمتیں چھن جانے پر اللہ کی ناشکری کیسے کروں؟ کیونکہ جس قدر نعمتیں تمہیں دنیا میں حاصل ہیں یہ چند روزہ سامان ہے۔ اصل نعمتیں اور اصل خیر وہ ہے جسے تم اللہ کے ہاں ہمیشہ کے لئے دے دو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا میں تمہارا نصیب یہ ہے جو تم نے کھالیا، فنا ہو گیا جو تم نے پہن لیا وہ بوسیدہ ہو گیا اور جو تم نے آگے دے دیا اور اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا، اور پھر فرمایا کہ اصل نقصان تو آخرت کا نقصان ہے۔ اس لئے آخرت کے عذاب تک پہنچائے جانے سے پہلے پہلے اللہ کا حکم مان لو، کیونکہ اس دن اس کی رحمت کے علاوہ کوئی ٹھکانا نہ ہوگا۔

*****

© rasailojaraid.com